سورۃ الانشقاق

آیاتہا ۲۵　۸۴ سورۃ الانشقاق مکیۃ ۸۳　رکوعہا ۱

تمام کے نزدیک یہ سورت مکی ہے۔ اس کی پچیس آیات ہیں۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

اِذَا السَّمَآءُ انۡشَقَّتۡ ۙ﴿۱﴾ وَ اَذِنَتۡ لِرَبِّهَا وَ حُقَّتۡ ۙ﴿۲﴾ وَ اِذَا الۡاَرۡضُ مُدَّتۡ ۙ﴿۳﴾ وَ اَلۡقَتۡ مَا فِیۡهَا وَ تَخَلَّتۡ ۙ﴿۴﴾ وَ اَذِنَتۡ لِرَبِّهَا وَ حُقَّتۡ ؕ﴿۵﴾

''(یاد کرو) جب آسمان پھٹ جائے گا اور کان لگا کر سنے گا اپنے رب کا فرمان اور اس پر فرض بھی یہی ہے اور جب زمین پھیلا دی جائے گی اور باہر پھینک دے گی جو کچھ اس کے اندر ہے اور خالی ہو جائے گی اور کان لگا کر سنے گی اپنے رب کا فرمان اور اس پر فرض بھی یہی ہے''۔

اِذَا السَّمَآءُ انۡشَقَّتۡ ﴿۱﴾ جب آسمان بادلوں کی صورت میں پھٹ جائے گا۔ غمام، سفید بادل کی مثل ہے ابو صالح نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس کی مثل روایت نقل کی ہے۔ حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آسمان کہکشاں سے پھٹے گا کہا: کہکشاں آسمان کا دروازہ ہے، یہ قیامت کی نشانیوں میں سے ایک ہے(1)۔

وَ اَذِنَتۡ لِرَبِّهَا وَ حُقَّتۡ ﴿۲﴾ وہ اپنے رب کا حکم سنے گا اور سننا اس پر لازم ہے(2)؛ یہی معنی حضرت ابن عباس، مجاہد اور دوسرے علماء سے مروی ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا: مَا اَذِنَ اللّٰہُ لِشَیْءٍ کَاَذَنِہٖ لِنَبِیٍّ یَتَغَنّٰی بِالقرآن(3)۔ اللہ تعالیٰ کسی شئی کو توجہ سے نہیں سنتا جیسے وہ اس نبی کی آواز کو سنتا ہے جو قرآن کریم کو خوبصورت لہجہ میں پڑھ رہا ہوتا ہے۔

شاعر نے کہا:

صُمٌّ إذا سمعوا خيرًا ذُكِرتُ به　　وإن ذُكِرتُ بِسُوءٍ عندهم أَذِنُوا

وہ بہرے ہیں جب کسی اچھی بات کو سنیں گے جس کے ساتھ میرا ذکر کیا جاتا ہو اگر ان کے ہاں میرا برا ذکر کیا جائے تو وہ توجہ سے بات سنتے ہیں۔

قعنب بن ام صاحب نے کہا:

1۔ تفسیر ماوردی، جلد 6، صفحہ 233　　2۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 234-233

3۔ صحیح مسلم، فضائل القرآن وما یتعلق بہ استحباب تحسین الصوت بالقرآن، جلد 1، صفحہ 268

اِنْ یأذنوا رِیبة طاروا بھا فرحا   وما ھُمْ أذِنوا من صالحٍ دَفَنُوا

اگر وہ شک والی بات سنیں تو خوشی سے اسے لے اڑتے ہیں اور جو وہ اچھائی کی بات سنیں تو اسے دفن کر دیتے ہیں۔

ایک قول یہ کیا گیا ہے: معنی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے جو پھٹ جانے کا حکم دیا ہے اللہ تعالیٰ نے اس پر یہ حکم سننا لازم کر دیا ہے۔ ضحاک نے کہا: حُقَّتْ کا معنی ہے اس نے اطاعت کی۔ یہ اس پر لازم ہے کہ وہ اپنے رب کی اطاعت کرے کیونکہ یہ اس کی مخلوق ہے یہ جملہ بولا جاتا ہے: فلان محقوق بکذا۔ فلاں پر یہ لازم ہے۔ آسمان کے اطاعت کرنے کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس آسمان کے بارے میں جس کا ارادہ کیا وہ اس سے روکنے والا نہیں آسمان میں زندگی کا پیدا کرنا کوئی بعید نہیں یہاں تک کہ وہ اطاعت کرے اور حکم بجالائے۔ قتادہ نے کہا: اس پر لازم تھا کہ وہ اس حکم کو بجالاتا (1)۔ اسی معنی میں کثیر کا قول ہے۔

فإن تکن العُتبیٰ فأھلًا و مَرْحبًا   وحُقَّتْ لھا العُتبیٰ لدینا وقَلَّتِ (2)

اگر رضامندی ہے تو خوش آمدید ہمارے ہاں اس کے لیے رضامندی لازم ہے اور وہ بلند ہے۔

وَ اِذَا الْاَرْضُ مُدَّتْ ۝ زمین کو بچھا دیا جائے گا اور پہاڑوں کو ریزہ ریزہ کر دیا جائے گا (3)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تُمَدّ مَدَّ الأدیم اسے چمڑے کی طرح پھیلا دیا جائے گا کیونکہ چمڑے کو جب پھیلایا جاتا ہے تو اس میں جو سلوٹ ہوتی ہے وہ زائل ہو جاتی ہے وہ لمبا ہو جاتا ہے اور ہموار ہو جاتا ہے۔ حضرت ابن عباس اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما نے کہا: اس کی وسعت کو اتنا اتنا وسیع کر دیا جائے گا کیونکہ مخلوقات کے حساب کے لیے اس پر وقوف کرنا ہوتا ہے یہاں تک کہ مخلوقات کی زیادتی کی وجہ سے ایک انسان کے لیے صرف ایک قدم کی جگہ ہوتی ہے۔ سورۂ ابراہیم میں یہ بات گزر چکی ہے کہ زمین کو دوسری زمین میں بدل دیا جائے گا۔ حضرت ابن عباس کے قول کے مطابق وہی ساہرہ ہے جس طرح پہلے گزر چکا ہے۔

وَ اَلْقَتْ مَا فِیْهَا وَ تَخَلَّتْ ۝ وہ اپنے مردوں کو نکال دے گی اور ان سے خالی ہو جائے گی۔ ابن جبیر نے کہا: اس کے بطن میں جو مردے ہوں گے انہیں باہر پھینک دے گی اور اس کے اوپر جو زندہ ہوں گے ان سے خالی ہو جائے گی (4)۔

ایک قول یہ کیا گیا ہے: اس کے بطن میں جو خزانہ اور معدنیات ہوں گی ان کو باہر پھینک دے گی اور ان سے خالی ہو جائے گی یعنی ان کا پیٹ خالی ہو جائے گا اس کے پیٹ میں کوئی چیز نہ ہو گی (5)۔ یہ امر کے عظیم ہونے کی خبر دے رہی ہے جس طرح مصیبت کے وقت حاملہ حمل کو گرا دیتی ہے۔ ایک قول یہ کیا گیا ہے: اس کے اوپر جو پہاڑ اور سمندر ہیں ان سے خالی ہو جائے گی۔ ایک قول یہ کیا گیا ہے: اس میں جو چیز ودیعت رکھی گئی تھی اس کو پھینک دے گی (6) اور جو چیز اس میں محفوظ کی گئی تھی اس سے خالی ہو جائے گی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے زندہ اور مردہ بندوں کو اس میں ودیعت رکھا تھا۔ اور اس کے شہروں کو مزارعت اور روزی کے لیے محفوظ رکھا تھا۔

1۔ تفسیر ماوردی، جلد 6، صفحہ 234 — 2۔ ایضاً

3۔ سنن ابن ماجہ، کتاب الفتن، فتنۃ الدجال وخروج عیسیٰ بن مریم، جلد 2، صفحہ 309

4۔ تفسیر ماوردی، جلد 6، صفحہ 235 — 5۔ ایضاً — 6۔ ایضاً

وَ اَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَ حُقَّتْ ۝ وہ مردوں کو باہر پھینکنے میں اپنے رب کا حکم سنے گی اور اللہ تعالیٰ کا حکم سننا اس کا حق ہے۔ اذا کے جواب میں اختلاف ہے۔ فراء نے کہا: اَذِنَتْ ہے واؤ زائدہ ہے اسی طرح اَلْقَتْ ہے۔ ابن انباری نے کہا: ایک مفسر نے کہا اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ ۝ کا جواب اَذِنَتْ ہے اور گمان یہ کیا کہ واؤ زائدہ ہے۔ یہ غلط ہے کیونکہ سب واؤ کو زائد ذکر نہیں کرتے مگر جب وہ حتی، اذا کے ساتھ استعمال ہو جس طرح اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: حَتّٰۤی اِذَا جَآءُوْهَا فُتِحَتْ اَبْوَابُهَا (زمر: 71) وہ جب اس کے پاس آئیں گے تو کھول دیئے جائیں گے اس کے دروازے تیزی کے ساتھ، جس طرح اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: فَلَمَّاۤ اَسْلَمَا وَ تَلَّهٗ لِلْجَبِیْنِ ۝ (الصافات) جب دونوں نے سر اطاعت خم کر دیا اور باپ نے بیٹے کو پیشانی کے بل لٹا دیا۔ اس کا معنی ہے ہم نے اسے ندا کی۔ واؤ ان دو کے علاوہ زائد نہیں ہوتی۔ ایک قول یہ کیا گیا ہے: جواب مضمر ہے گویا کلام یوں کی گئی ہے اذا السماء انشقت یایها الانسان انك كادح۔ ایک قول یہ کیا گیا ہے: اس کا جواب وہ ہے جس پر فملاقیه دلالت کرتا ہے تقدیر کلام یوں ہوگی اذا السماء انشقت فیایها الانسان انك كادح۔ ایک قول یہ کیا گیا: اس میں تقدیم و تاخیر ہے تقدیر کلام یوں ہے یا أیها الانسان انك كادح الی ربك كدحا فملاقیه إذا السماء انشقت؛ یہ مبرد کا قول ہے۔ اس سے یہ قول بھی مروی ہے: اس کا جواب فَاَمَّا مَنْ اُوْتِیَ كِتٰبَهٗ بِیَمِیْنِهٖ ۝ ہے۔ یہی کسائی کا قول ہے تقدیر کلام یہ ہوگی اذا السماء انشقت فمن أوتی كتاب بیمینه فحكمه كذا۔ ابو جعفر نحاس نے کہا: اس بارے میں جو گفتگو کی گئی ہے یہ ان میں سے سب سے صحیح اور حسن ہے۔ ایک قول یہ کیا گیا ہے: یہ کلام اس معنی میں ہے اذکر اذا السماء انشقت۔ ایک قول یہ کیا گیا ہے: جواب محذوف ہے کیونکہ مخاطبین اسے جانتے تھے یعنی جب یہ چیزیں ہو جائیں گی تو دوبارہ اٹھانے کی تکذیب کرنے والے اپنی گمراہی اور گھاٹے کو جان جائیں گے۔ ایک قول یہ کیا گیا: ان کی جانب سے قیامت کے وقت کے بارے میں سوال گزر چکا تھا تو انہیں کہا گیا: جب اس کی علامات ظاہر ہو جائیں گی تو قیامت برپا ہو جائے گی تو تم نے اپنے جھٹلانے کے انجام کو دیکھ لیا، قرآن ایک آیت کی طرح ہے کیونکہ اس کا بعض بعض پر دلالت کرتا ہے۔ حضرت حسن بصری سے مروی ہے: اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ ۝ قسم ہے(1)، جبکہ جمہور کا نقطہ نظر اس کے خلاف ہے کیونکہ یہ خبر ہے قسم نہیں۔

یٰۤاَیُّهَا الْاِنْسَانُ اِنَّكَ كَادِحٌ اِلٰى رَبِّكَ كَدْحًا فَمُلٰقِیْهِ ۝ فَاَمَّا مَنْ اُوْتِیَ كِتٰبَهٗ بِیَمِیْنِهٖ ۝ فَسَوْفَ یُحَاسَبُ حِسَابًا یَّسِیْرًا ۝ وَّ یَنْقَلِبُ اِلٰۤى اَهْلِهٖ مَسْرُوْرًا ۝

”اے انسان! تو محنت سے کوشاں رہتا ہے اپنے رب کے پاس پہنچنے تک پس تیری ملاقات اس سے ہو کر رہتی ہے۔ پس جس کو دیا گیا اس کا نامہ اعمال اس کے دائیں ہاتھ میں تو اس سے حساب آسانی سے لیا جائے گا اور واپس لوٹے گا اپنے گھر والوں کی طرف شاداں و فرحاں“۔

یٰۤاَیُّهَا الْاِنْسَانُ اِنَّكَ كَادِحٌ اِلٰى رَبِّكَ كَدْحًا۔ انسان سے مراد جنس ہے(2) مراد یہ ہے اے بنی آدم! سعید نے قتادہ سے یہی روایت نقل کی ہے: اے ابن آدم! تیری کاوش کمزور ہے جو یہ طاقت رکھتا ہو کہ اس کی کد و کاوش اللہ تعالیٰ کی طاعت

1۔ تفسیر حسن بصری، جلد 5، صفحہ 270　　2۔ المحرر الوجیز، جلد 5، صفحہ 456

میں ہوتو وہ ایسا کرے امور کو بجالانے کی طاقت نہیں مگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے۔ ایک قول یہ کیا گیا ہے: اس سے مراد مخصوص فرد ہے۔ مقاتل نے کہا: اس سے مراد اسود بن عبد الاسد ہے۔ ایک قول یہ کیا جاتا ہے: ابی بن خلف ہے۔ ایک قول یہ کیا جاتا ہے: تمام کفار ہیں اے کافر! تو عمل کرنے والا ہے، کلام عرب میں کدح سے مراد عمل اور کسب ہے۔ ابن مقبل نے کہا(1):

وما الدهرُ إلا تارتانِ فمِنهما أموت وأُخرى أبتغِي العيش أكدح

زمانہ نہیں ہے مگر دو ساعتیں ان میں سے ایک میں مر رہا ہوتا ہوں اور دوسرے میں تگ ودو کر رہا ہوتا ہوں۔

دوسرے شاعر نے کہا

ومَضَتْ بشاشةُ كلّ عيشٍ صالِحٍ وبقِيتُ أكدح لِلحياةِ وأنْصِب

ہر اچھی زندگی کی بشاشت گزر گئی اور زندگی کے لیے تگ ودو کر رہا ہوں اور تھک رہا ہوں۔

ضحاک نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رَبِّكَ كَدْحًا کا معنی ہے تو لوٹنے والا ہے یعنی اپنے رب کی طرف ہر صورت لوٹنے والا ہے۔ یعنی اپنے رب سے ملاقات کرنے والا ہے۔ ایک قول یہ کیا گیا ہے: اپنے عمل سے ملنے والا ہے۔ قتبی نے کہا: تو اپنی زندگی میں اپنے رب کی ملاقات کے لیے تھکنے والا ہے۔ ملاقات سے مراد ہے تو اپنے رب کو اپنے عمل کے ساتھ ملے گا۔ ایک قول یہ کیا گیا ہے: تو اپنے عمل کی کتاب کو ملے گا کیونکہ عمل تو ختم ہو چکا۔ اسی وجہ سے فرمایا: فَاَمَّا مَنْ اُوْتِیَ كِتٰبَهٗ بِیَمِیْنِهٖ ۙ۔

فَاَمَّا مَنْ اُوْتِیَ كِتٰبَهٗ بِیَمِیْنِهٖ ۙ فَسَوْفَ یُحَاسَبُ حِسَابًا یَّسِیْرًا ۙ وَّ یَنْقَلِبُ اِلٰۤى اَهْلِهٖ مَسْرُوْرًا ؕ اس میں کوئی مناقشہ نہیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ کی حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث میں اس طرح مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''قیامت کے روز جس کا محاسبہ کیا جائے گا اس کو عذاب دیا جائے گا''(2)۔ حضرت عائشہ صدیقہ نے کہا: میں نے عرض کی یا رسول اللہ! کیا اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا فَاَمَّا مَنْ اُوْتِیَ كِتٰبَهٗ بِیَمِیْنِهٖ ۙ فَسَوْفَ یُحَاسَبُ حِسَابًا یَّسِیْرًا ۙ فرمایا: ''وہ حساب نہیں وہ تو پیشی ہے قیامت کے روز جس کے حساب پر مناقشہ ہوا اسے عذاب دیا جائے گا''(3)۔ اسے امام بخاری، امام مسلم اور امام ترمذی نے نقل کیا ہے: کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

اھل سے مراد جنت میں حور عین ہیں۔ مَسْرُوْرًا سے مراد خوش ٹھنڈی آنکھ والا۔ ایک قول یہ کیا جاتا ہے: یہ آیت ابو سلمہ بن عبد الاسد کے بارے میں نازل ہوئی(4)، یہ وہ پہلا شخص تھا جس نے مکہ مکرمہ سے مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کی تھی۔ ایک قول یہ کیا گیا: اس اہل کی طرف جو دنیا میں اس کے اہل تھے تاکہ انہیں اپنی نجات اور سلامتی کے بارے میں بتائے۔ پہلا قول قتادہ کا ہے(5) یعنی ان اہل کی طرف لوٹے گا جو اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے جنت میں تیار کیا ہے۔

1۔ زاد المسیر، جلد 4، صفحہ 227 2۔ صحیح مسلم، کتاب الجنة وصفة نعيمها، اثبات الحساب، جلد 2، صفحہ 387

3۔ المحرر الوجیز، جلد 5، صفحہ 457۔ جامع ترمذی، کتاب فضائل القرآن، باب ومن سورۃ اذا السماء انشقت، حدیث نمبر 3260، ضیاء القرآن پبلی کیشنز

4۔ تفسیر ماوردی، جلد 6، صفحہ 236 5۔ ایضاً

وَ اَمَّا مَنْ اُوْتِیَ كِتٰبَهٗ وَرَآءَ ظَهْرِهٖ ۙ﴿۱۰﴾ فَسَوْفَ یَدْعُوْا ثُبُوْرًا ۙ﴿۱۱﴾ وَّ یَصْلٰى سَعِیْرًا ؕ﴿۱۲﴾ اِنَّهٗ كَانَ فِیْۤ اَهْلِهٖ مَسْرُوْرًا ؕ﴿۱۳﴾ اِنَّهٗ ظَنَّ اَنْ لَّنْ یَّحُوْرَ ۛۚ﴿۱۴﴾ بَلٰۤى ۛۚ اِنَّ رَبَّهٗ كَانَ بِهٖ بَصِیْرًا ؕ﴿۱۵﴾

''اور جس (بدنصیب) کو اس کا نامہ عمل پس پشت دیا گیا تو وہ چلائے گا ہائے موت، ہائے موت، اور داخل ہوگا بھڑکتی آگ میں۔ بے شک وہ (دنیا میں) اپنے اہل وعیال میں خوش وخرم رہا کرتا تھا۔ وہ خیال کرتا تھا کہ وہ (اللہ کے حضور) لوٹ کر نہیں جائے گا۔ کیوں نہیں، اس کا رب اسے خوب دیکھ رہا تھا''۔

وَ اَمَّا مَنْ اُوْتِیَ كِتٰبَهٗ وَرَآءَ ظَهْرِهٖ ۙ﴿۱۰﴾ فَسَوْفَ یَدْعُوْا ثُبُوْرًا ۙ﴿۱۱﴾ وَّ یَصْلٰى سَعِیْرًا ﴿۱۲﴾ یہ آیت اسود بن عبد الاسد کے بارے میں نازل ہوئی جو ابوسلمہ کا بھائی تھا؛ یہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے پھر یہ ہر مومن اور کافر کے بارے میں عام ہے۔ حضرت ابن عباس نے کہا: وہ اپنا دایاں ہاتھ آگے بڑھائے گا تا کہ وہ اپنی کتاب لے تو فرشتہ اسے کھینچے گا اور اس کا دایاں ہاتھ الگ کر دے گا تو وہ اپنی کتاب بائیں ہاتھ میں اپنی پیٹھ کے پیچھے سے لے گا۔ قتادہ اور مقاتل نے کہا: اس کے سینے کی ہڈیاں اور پسلیاں پھاڑ دی جائیں گی پھر اس کا ہاتھ داخل کیا جائے گا اور اس کی پیٹھ کے پیچھے سے نکالا جائے گا تو وہ اپنی کتاب اسی طرح لے گا۔ وہ ہلاکت کو پکارے گا اور کہے گا: یا ویلاہ یا ثبوراہ۔ وہ جہنم میں داخل ہوگا یہاں تک کہ اس کی گرمی کو تاپے گا۔ حرم کے قاریوں ابن عامر اور کسائی نے اسے یصلّی پڑھا ہے جس طرح اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ثُمَّ الْجَحِیْمَ صَلُّوْهُ ﴿۳۱﴾ (الحاقہ) پھر اسے جہیم میں داخل کر دو۔ اور ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَّ تَصْلِیَةُ جَحِیْمٍ ﴿۹۴﴾ (الواقعہ) باقی قراء نے یَصْلٰی پڑھا ہے یہ فعل لازم ہے متعدی نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اِلَّا مَنْ هُوَ صَالِ الْجَحِیْمِ ﴿۱۶۳﴾ (الصافات) مگر اسے جو تاپنے والا ہے بھڑکتی آگ کو۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: یَصْلَى النَّارَ الْكُبْرٰى ﴿۱۲﴾ (الاعلیٰ) وہ بڑی آگ میں داخل ہوگا۔ فرمایا: ثُمَّ اِنَّهُمْ لَصَالُوا الْجَحِیْمِ ﴿۱۶﴾ (المطففین) پھر وہ جہیم میں داخل ہوں گے۔ اس کی تیسری قراءت بھی ہے جسے ابان نے عاصم سے، خارجہ نے نافع سے اور اسماعیل مکی نے ابن کثیر سے نقل کیا ہے وہ یُصْلٰی ہے جس طرح سَیُصْلَوْنَ ہے اسی طرح سورۃ الغاشیہ میں ہے اسے تُصْلٰی نارا بھی پڑھا گیا ہے۔ یہ دونوں لغتیں ہیں یعنی صلی، اصلی۔ جس طرح نَزَّلَ اور اَنْزَلَ ہے۔

اِنَّهٗ كَانَ فِیْۤ اَهْلِهٖ مَسْرُوْرًا ﴿۱۳﴾ وہ دنیا میں خوش وخرم تھا۔ ابن زید نے کہا: اللہ تعالیٰ نے جنتیوں کی صفت دنیا میں خوف رکھنے والے، غمگین، رونے والے اور شفقت کرنے والوں سے بیان کی جبکہ آخرت میں ان کی صفت نعیم اور سرور سے کی اور اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان پڑھا: اِنَّا كُنَّا قَبْلُ فِیْۤ اَهْلِنَا مُشْفِقِیْنَ ﴿۲۶﴾ فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَیْنَا وَ وَقٰىنَا عَذَابَ السَّمُوْمِ ﴿۲۷﴾ (طور) ہم بھی اس سے پہلے اپنے اہل خانہ میں (اپنے انجام کے بارے میں) سہمے رہتے تھے سو بڑا احسان فرمایا ہے اللہ نے ہم پر اور بچا لیا ہے ہمیں گرم لو کے عذاب سے۔ اور جہنمیوں کی دنیا میں صفت سرور، ہنسنے اور لطف اندوزی سے کی۔ فرمایا: اِنَّهٗ كَانَ فِیْۤ اَهْلِهٖ مَسْرُوْرًا ﴿۱۳﴾ (انشقاق) وہ اپنے اہل میں خوش وخرم تھا۔

اِنَّهٗ ظَنَّ اَنْ لَّنْ یَّحُوْرَ ﴿۱۴﴾ اسے زندہ کر کے ہرگز دوبارہ نہیں اٹھایا جائے گا کہ اس کا محاسبہ کیا جاتا پھر اس کو ثواب دیا

جائے یا سزا دی جائے۔ یوں باب ذکر کیا جاتا ہے حَارَ یَحُوْرُ جب وہ لوٹے۔ لبید نے کہا:

وما المرء إلا كالشهابِ وضوئِهِ   يحورُ رَمادا بعد إذا هو ساطِعُ(1)

انسان نہیں ہے مگر ایک شہاب جیسے اور اس کی روشنی کی مانند پہلے وہ روشن ہوتا ہے پھر خاکستر ہو جاتا ہے۔

عکرمہ اور داؤد بن ابی ہند نے کہا: یَحُوْرَ یہ حبشی زبان کا لفظ ہے اس کا معنی لوٹنا ہے۔ یہ بھی جائز ہے کہ دو کلمے متفق ہو جائیں کیونکہ دونوں کلمہ اشتقاق ہیں اس سے الخبز الحواری ہے کیونکہ یہ روٹی سفید ہو جاتی ہے۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا: میں نہیں جانتا تھا کہ حواری کیا ہے(2)؟ یہاں تک کہ میں نے بدوی عورت کو سنا جو اپنی بیٹی کو بلا رہی تھی۔ حوری یعنی میری طرف لوٹ آ۔ قوم عرب میں حور کا معنی لوٹنا ہے اس معنی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان ہے: اللھم إنی أعوذبك من الحور بعد الكور(3) اے اللہ! میں زیادتی کے بعد کمی سے تیری پناہ مانگتا ہوں اسی طرح لفظ حور ہے ضرب المثل ہے: حور فی محارۃ، نقصان در نقصان۔ یہ اس آدمی کے بارے میں بولا جاتا ہے جس کا معاملہ ادبار کا شکار ہو۔ شاعر نے کہا:

والذم يبقى وزاد القوم في حُوَرِ

مذمت باقی رہتی ہے اور قوم نقصان میں بڑھ جاتی ہے۔

حور یہ تیرے اس قول سے اسم ہے: طَحَنَتِ الطَّاحِنَةُ فما أحارت شيئا۔ آٹا پیسنے والی نے دانے پیسے اور آٹے میں کچھ اضافہ نہ کیا۔ حور کا معنی ہلاکت بھی ہے راجز نے کہا:

فی بئرِ لا حُوْرٍ سَرَى ولا شَعَر

ابو عبیدہ نے کہا: یہ اصل میں بئر حور ہے اور لا زائد ہے یعنی ہلاکت والا کنواں۔

بعد الكون کے الفاظ روایت کیے گئے ہیں جس کا معنی ہے امر کے مکمل ہونے کے بعد اس کا منتشر ہونا۔ معمر سے الحور بعد الكون کے بارے میں پوچھا گیا انہوں نے کہا: اس سے مراد الكنتی ہے۔ عبدالرزاق نے ان سے پوچھا: الكُنتِي کیا چیز ہے؟ فرمایا: ایک آدمی پہلے صالح ہوتا ہے پھر برا ہو جاتا ہے۔ ابو عمرو نے کہا: جب ایک آدمی بوڑھا ہو جاتا ہے تو اسے کنتی کہتے ہیں گویا اسے اس کے قول کی طرف منسوب کیا گیا۔ کنتُ فی شبابی كذا۔ شاعر نے کہا:

فأصبحت كُنتيا وأصبحت عاجِنا   وشر خِصال المرء كُنْتُ وعاجِنُ

میں کنتی ہو گیا ہوں اور میں عاجن ہو گیا ہوں اور انسان کی خصلتوں میں سے سب سے بری کنتی اور عاجن ہونا ہے۔

عجن الرجل کا معنی ہے جب ایک آدمی اٹھے تو تکبر کی وجہ سے زمین پر سہارا لے۔ ابن اعرابی نے کہا: کنتی سے مراد وہ آدمی ہے جو کہتا ہے: میں جوان تھا، میں بہادر تھا(4)۔ کانی اسے کہتے ہیں جو یہ کہتا ہے: میرے پاس مال تھا میں ہبہ کیا کرتا تھا

1۔ تفسیر ماوردی، جلد 6، صفحہ 236 2۔ الکشاف، جلد 4، صفحہ 727

3۔ المحرر الوجیز، جلد 5، صفحہ 458۔ سنن ابن ماجہ، کتاب الدعاء، باب ما یدعو بہ الرجل اذا سافر، صفحہ 286

4۔ تفسیر ماوردی، جلد 6، صفحہ 236

میرے پاس گھوڑے تھے اور میں سوار ہوا کرتا تھا۔

بَلٰۤى ۚۛ اِنَّ رَبَّهٗ كَانَ بِهٖ بَصِيْرًا ۝ معاملہ اس طرح نہیں جس طرح اس نے گمان کیا بلکہ وہ ضرور ہماری طرف لوٹے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کی تخلیق سے پہلے بھی اسے دیکھتا تھا اور جانتا تھا کہ اس کا لوٹنا اس کی طرف ہے۔ ایک قول یہ کیا گیا ہے: کیوں نہیں وہ ضرور لوٹے گا پھر جملہ نئے سرے سے شروع کیا(1)۔ فرمایا: اللہ تعالیٰ اس کی تخلیق سے لے کر اس کے دوبارہ اٹھائے جانے تک اسے دیکھ رہا ہے۔ ایک قول یہ کیا گیا ہے: اس کے حق میں جو شقاوت اور سعادت مقدر ہو چکی ہے اس کو جانتا ہے۔

فَلَاۤ اُقْسِمُ بِالشَّفَقِ ۝ وَالَّيْلِ وَمَا وَسَقَ ۝ وَالْقَمَرِ اِذَا اتَّسَقَ ۝ لَتَرْكَبُنَّ طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ ۝ فَمَا لَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ وَاِذَا قُرِئَ عَلَيْهِمُ الْقُرْاٰنُ لَا يَسْجُدُوْنَ ۝

"پس میں قسم کھاتا ہوں شفق کی اور رات کی اور جن کو وہ سمیٹے ہوئے ہیں اور چاند جب وہ ماہ کامل بن جائے تمہیں (بتدریج) زینہ بہ زینہ چڑھنا ہے۔ پس انہیں کیا ہو گیا ہے کہ یہ ایمان نہیں لاتے، اور جب ان کے سامنے قرآن پڑھا جاتا ہے تو سجدہ نہیں کرتے"۔

فَلَاۤ اُقْسِمُ بِالشَّفَقِ ۝ معنی ہے میں قسم اٹھاتا ہوں لا نافیہ صلہ (زائدہ) ہے شفق سے مراد وہ سرخی ہے جو سورج کے غروب ہونے کے وقت ہوتی ہے یہاں تک کہ مغرب کا وقت ہوتا ہے۔ اشہب، عبد اللہ بن حکم، یحییٰ بن یحییٰ اور دوسرے کثیر علماء نے امام مالک سے یہ قول نقل کیا ہے: شفق سے مراد مغرب میں سرخی ہے جب سرخی ختم ہو جاتی ہے تو مغرب کا وقت ختم ہو جاتا ہے اور عشاء کی نماز واجب ہو جاتی ہے(2)۔ ابن وہب سے مروی ہے کہ مجھے کئی علماء نے حضرت علی بن ابی طالب، حضرت معاذ بن جبل، حضرت عبادہ بن صامت، حضرت شداد بن اوس اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم سے مجھے یہ خبر دی کہ ان کے نزدیک شفق سے مراد سرخی ہے؛ امام مالک بن انس نے یہی کہا ہے۔ ابن وہب کے علاوہ کئی علماء نے صحابہ یعنی حضرت عمر، حضرت ابن عمر، حضرت ابن مسعود، حضرت ابن عباس، حضرت انس رضی اللہ عنہم، قتادہ، ابن مسیب، طاؤس، عبد اللہ بن دینار اور زہری سے یہی قول نقل کیا ہے۔ فقہاء میں سے اوزاعی، امام مالک، امام شافعی، امام ابو یوسف، ابو ثور، ابو عبید، امام احمد اور اسحاق سے بھی یہی مروی ہے۔ ایک قول یہ کیا گیا ہے: اس سے مراد سفیدی ہے؛ یہ قول حضرت ابن عباس، حضرت ابو ہریرہ، حضرت عمر بن عبد العزیز، اوزاعی اور امام ابو حنیفہ سے بھی ایک روایت سے مروی ہے۔ اسد بن عمرو نے روایت کی ہے کہ انہوں نے اس سے رجوع کر لیا تھا۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے یہ مروی ہے: اس سے مراد سفیدی ہے۔ پہلا قول پسندیدہ ہے کیونکہ اکثر صحابہ، تابعین اور فقہاء کی یہی رائے ہے۔ کیونکہ کلام عرب کے شواہد، اشتقاق اور سنت اس کی شہادت دیتے ہیں۔ فراء نے کہا: میں نے ایک عرب کو کہتے ہوئے سنا جو اس کپڑے کے بارے میں کہہ رہا تھا جس پر رنگ تھا: گویا وہ شفق ہے جب کہ وہ کپڑا سرخ تھا(3)۔ یہ اس کے سرخ ہونے کا شاہد ہے۔ شاعر نے کہا:

واحمر اللون کمحمر الشفق وہ سرخ رنگ والا ہے جس طرح شفق سرخ ہوتی ہے۔

1۔ زاد المسیر، جلد 4، صفحہ 229 2۔ تفسیر کشاف، جلد 4، صفحہ 727 3۔ زاد المسیر، جلد 4، صفحہ 229

سرخ گیرو کو شفق کہتے ہیں۔ صحاح میں ہے: شفق سے مراد سورج کی بقیہ روشنی اور سرخی ہے جو رات کے پہلے حصہ میں ہوتی ہے اور عتم (عشاء) کے قریب ہوتی ہے۔ خلیل نے کہا: شفق سے مراد وہ سرخی ہے جو سورج کے غروب ہونے سے لے کر عشاء کے وقت تک رہتی ہے جب وہ چلی جائے تو کہتے ہیں: غاب الشفق۔ پھر کہا گیا ہے: اس کا اصل معنی نرمی ہے یہ لفظ بولا جاتا ہے: شئ شفق اس کی نرمی کی وجہ سے اس میں کوئی مضبوطی نہیں۔ اشفق علیہ اس کا دل اس پر نرم ہو گیا۔ شفقت، اشفاق سے ایک اسم ہے۔ اس سے مراد دل کی نرمی ہے۔ اسی طرح شفق ہے؛ شاعر نے کہا:

تهوَى حياتِي وأهوى موتها شَفَقًا

وہ میری زندگی کی خواہش کرتی ہے اور میں شفقت کی وجہ سے اس کی موت کی خواہش کرتا ہوں۔

شفق سے مراد سورج کی باقی ماندہ روشنی اور سرخی ہے، گویا وہ نرمی سورج کی روشنی سے ہے (1)۔ حکماء نے کہا: سفیدی اصلاً غیب نہیں ہوتی۔ خلیل نے کہا: میں اسکندریہ کے مینارہ پر چڑھا میں نے سفیدی کو دیکھا تو میں نے اسے ایک افق سے دوسرے افق میں مضطرب دیکھا میں نے اسے غائب ہوتے ہوئے نہیں پایا۔ ابن ابی اویس نے کہا: میں نے اسے طلوع فجر تک پھیلتا ہوا پایا۔ ہمارے علماء نے کہا: جب اس کا وقت محدود نہیں تو اس کا اعتبار ساقط ہو جائے گا۔

سنن ابی داؤد میں نعمان بن بشیر سے مروی ہے کہ میں عشاء کے وقت کو تم سے زیادہ جانتا ہوں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عشاء کی نماز اس وقت پڑھتے تھے جب تیسری رات کا چاند غروب ہو جاتا تھا یہ اس وقت کی حد ہے پھر حکم اسم کے اول جز کے ساتھ متعلق ہوتا ہے (2)۔ یہ اعتراض نہ کیا جائے گا کہ آپ کا یہ دعوی فجر اول کے ساتھ ختم ہو جاتا ہے کیونکہ ہم کہتے ہیں: فجر اول کے ساتھ نماز اور روزے کا حکم متعلق نہیں کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فجر کی وضاحت اپنے ارشاد اور عمل سے بیان فرمائی: وليس الفجر أن تقول هكذا، فرفع يده إلى فوق، ولكن الفجر أن تقول هكذا وبسطها۔ فجر یہ نہیں کہ تو کہے اس طرح اور اپنا ہاتھ اوپر کی طرف اٹھایا بلکہ اس طرح ہے اور اپنے ہاتھ کو پھیلایا۔ اس کی وضاحت سورۂ بقرہ میں روزوں والی آیت میں گزر چکی ہے۔ اس کے اعادہ کا کوئی معنی نہیں۔ مجاہد نے کہا: شفق سے مراد تمام دن ہے (3)۔ کیا تو نہیں دیکھتا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَالَّيْلِ وَمَا وَسَقَ ۝ عکرمہ نے کہا: دن کا باقی ماندہ حصہ (4)۔ شفق سے مراد ردی چیز بھی ہے۔ یہ جملہ بولا جاتا ہے: عطاء مشفق تھوڑا عطیہ۔ کمیت نے کہا:

ملك أغر مِن الملوك تحلَّبتْ للسائلين يداه غيرَ مُشَفِّقِ

وہ بادشاہوں میں سے روشن چہرے والا بادشاہ ہے اس کے ہاتھ سائلین کے لیے دوہتے یعنی کوئی کمی نہیں کرتے۔

وَالَّيْلِ وَمَا وَسَقَ ۝ جس کو جمع کرے اور لپیٹے۔ اس کا اصل معنی بادشاہ کا غضب ہے اس کا دبدبہ ہے اگر یہ رحمت کے

1۔ تفسیر ماوردی، جلد 6، صفحہ 237

2۔ سنن ابی داؤد، کتاب الصلوٰۃ، باب وقت العشاء الآخرۃ، جلد 1، صفحہ 60۔ ایضاً، حدیث نمبر 355، ضیاء القرآن پبلی کیشنز

3۔ المحرر الوجیز، جلد 5، صفحہ 458 4۔ تفسیر ماوردی، جلد 6، صفحہ 237

دروازے سے بندوں کی طرف نہ آتی تو بندے اس کے آنے کو برداشت نہ کر سکتے لیکن یہ رات رحمت کے دروازے سے نکلی تو اس کے ساتھ مل گئی تو مخلوق اس کی طرف سکونت پذیر ہوئی پھر لوگ متفرق ہوئے، ایک دوسرے سے لپٹے اور منقبض ہوئے اور ہر ایک اپنے ٹھکانہ کی طرف لوٹ آیا تو اس کی ہولناکی سے خوفزدہ ہو کر اس میں سکون پا لیا۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان: وَ مِنْ رَّحْمَتِهٖ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ وَ النَّهَارَ لِتَسْكُنُوْا فِيْهِ (القصص: 73) اس کی رحمت ہے کہ اس نے تمہارے لیے رات اور دن کو بنایا تا کہ اس میں سکون حاصل کرو۔ اور فرمایا: وَ لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ (الجاثیہ: 12) تا کہ تم دن کے وقت اس کا فضل تلاش کرو۔ رات اس چیز کو جمع کرتی ہے جو دن کے وقت اپنی مصروفیات میں منتشر ہوتے ہیں؛ یہی حضرت ابن عباس، مجاہد، مقاتل اور دوسرے علماء کا قول ہے۔ ابن حارث برجمی نے کہا:

فإني وإياكم وشوقا إليكم كقابض ماء لم تسقه أنامله

بے شک میں، تم اور تمہارے ساتھ اشتیاق اسی طرح ہے جس طرح ایک آدمی پانی پر قبضہ کرنا چاہتا ہے جس پانی کو اس کی انگلیاں جمع نہیں کرتیں۔

وہ کہتا: اس کے ہاتھ میں اس سے کچھ بھی نہیں جس طرح اس آدمی کے پاس کچھ بھی نہیں ہوتا جو ہاتھ میں پانی روکتا ہے جب رات پہاڑوں، درختوں، سمندروں اور زمین کو ڈھانپ لیتی ہے تو ہر چیز اس کے لیے جمع ہو گئی تو تحقیق رات نے ان چیزوں کو جمع کر لیا۔ وَسَقَ کا معنی ہے تیرا ایک چیز کو دوسری چیز کے ساتھ ملانا تو کہتا ہے: وسقته أسقه وسقا اس لیے جو کھانا کثیر ہو مجتمع ہو اسے بھی وسق کہتے ہیں یہ ساٹھ صاع ہوتا ہے طعام موسق، جمع شدہ کھانا۔ ابل مستوسقة، مجتمع اونٹ۔ راجز نے کہا:

إن لنا قلائصا حقائقا مُسْتَوْسِقاتٍ لو يَجِدْنَ سائِقا(1)

ہماری حقہ اونٹنیاں ہیں وہ جمع ہیں کاش! وہ کوئی ہانکنے والا پاتیں۔

عکرمہ نے کہا: وَمَا وَسَقَ سے مراد ہے جس چیز کو ہانک کر ایسی جگہ لے جاتے جہاں وہ پناہ لیتا ہے۔ وَسَقَ دھتکار نے کے معنی میں ہے اس وجہ سے اونٹوں، بھیڑ، بکریوں اور گدھوں میں سے جنہیں ہانک کر لے جایا جا رہا ہو انہیں وسیقہ کہتے ہیں۔ شاعر نے کہا:

كما قاف آثارَ الوسيقةِ قائفُ

جس طرح قیافہ شناس جانوروں کے نشانات کو دیکھ کر پیچھے چلا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ وَمَا وَسَقَ کا معنی ہے جو کسی چیز کو چھپا لے۔ اور آپ سے ہی یہ بھی مروی ہے: جو چیز تو کسی پر لادے۔ جس چیز کو تو نے کسی پر لادا: فقد وسقته عرب کہتے ہیں: لا افعله ما وسقت عيني الماء۔ میں اس وقت تک ایسا نہیں کروں گا جب تک میری آنکھ آنسو اٹھائے ہوئے ہے۔

وَسَقَتِ الناقة تَسِقُ وَسْقًا وہ حاملہ ہوئی اور اپنی رحم کو پانی پر بند کر دیا۔ اس کے لیے یہ جملہ بولا جاتا ہے: هي ناقة

1۔ زاد المسیر، جلد 4، صفحہ 229

واسق، ھی نوق واسق، جس طرح نائم کی جمع نیام آتی ہے اور صاحب کی جمع صحاب آتی ہے۔ بشر بن ابی حازم نے کہا:

أَلَظُّ بِهِنَّ يحدوهُنَّ حتى تبنيتِ الحِيالُ مِنَ الوِساقِ

شعر میں وساق اسی معنی میں ہے۔

مواسیق بھی اسی طرح ہے أوسقتُ البعیرمیں نے اس پر بوجھ لادا۔ أوسَقَتِ النخلةُ اس کا پھل زیادہ ہو گیا۔ ضحاک اور مقاتل بن سلیمان نے کہا: وہ تاریکی کی وجہ سے بوجھل ہو گئی۔ مقاتل نے کہا: وہ ستاروں والی ہو گئی۔ قشیری نے کہا: حمل کا معنی ملانا اور جمع کرنا ہے، رات اپنی تاریکی کے ساتھ ہر شئی کو ڈھانپ لیتی ہے جب اس نے ہر چیز کو ڈھانپ لیا تو انہیں جمع کر لیا۔ یہ قسم تمام مخلوقات کی قسم ہے کیونکہ رات ان سب کو جامع ہے جس طرح اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: فَلَآ اُقْسِمُ بِمَا تُبْصِرُوْنَ ﴿۳۸﴾ وَ مَا لَا تُبْصِرُوْنَ ﴿۳۹﴾ (الحاقہ) میں قسم اٹھاتا ہوں ان چیزوں کی جن کو تم دیکھتے ہو اور جن کو تم نہیں دیکھتے۔

ابن جبیر نے کہا: اس کا معنی ہے اس میں جو عمل کیا جائے یعنی تہجد اور سحری کے وقت استغفار (1)۔ شاعر نے کہا:

ويومًا ترانا صالحين وتارةً تقومُ بِنَا كالواسِقِ المُتَلَبِّبِ

کسی دن تو ہمیں دیکھتا ہے کہ ہم صالح ہیں اور کبھی تو ہمارے ساتھ کھڑا ہوتا ہے تہجد گزار کمر کسنے والے کی طرح۔

یہاں واسق سے مراد عامل ہے یعنی عمل کرنے کی طرح۔

وَالْقَمَرِ اِذَا اتَّسَقَ ﴿۱۸﴾ یعنی چاند کی قسم جب وہ چاند مکمل ہو جائے؛ مجتمع ہو جائے۔ حضرت حسن بصری نے کہا: اِتَّسَقَ کا معنی ہے جب وہ بھر جائے اور مجتمع ہو جائے۔ حضرت ابن عباس نے کہا: اس کا معنی ہے درست ہو جائے (2)۔ قتادہ نے کہا: جب وہ گھومے۔ فراء نے کہا: اتساقہ کا معنی ہے اس کا بھر جانا اور چودھویں کی رات اس کا مکمل ہو جانا۔ یہ وَسَقَ سے افتعال کا وزن ہے جس کا معنی جمع کرنا ہے یہ جملہ بولا جاتا ہے: میں نے اسے جمع کیا تو وہ جمع ہو گئے، جس طرح یہ کہا جاتا ہے: وصلتہ فاتصل یہ جملہ کہا جاتا ہے: امر فلان متسق فلاں کا معاملہ درست اور منظم ہے۔ یہ جملہ بولا جاتا ہے: اتسق الشیٔ جب وہ پے در پے آئے۔

لَتَرْكَبُنَّ طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ ﴿۱۹﴾ ابو عمرو، حضرت ابن مسعود، حضرت ابن عباس، ابو العالیہ، مسروق، ابو وائل، مجاہد، نخعی، شعبی، ابن کثیر، حمزہ اور کسائی نے اسے لترکبن باء کے فتحہ کے ساتھ پڑھا ہے کہ یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب ہے یعنی اے محمد! صلی اللہ علیہ وسلم آپ ایک حال کے بعد دوسرے حال پر چڑھیں گے؛ یہ حضرت ابن عباس کا قول ہے (3)۔ امام شعبی نے کہا: اے محمد! صلی اللہ علیہ وسلم آپ ایک آسمان کے بعد دوسرے آسمان، ایک درجہ کے بعد دوسرے درجہ اور ایک رتبہ کے بعد دوسرے رتبہ پر اللہ تعالیٰ کے قرب میں چڑھیں گے۔

حضرت ابن مسعود نے کہا: آپ ایک حالت کے بعد دوسری حالت میں آسمان پر چڑھیں گے یعنی وہ حالات جن کی صفت اللہ تعالیٰ نے بیان کی ہے یعنی آسمان کا پھٹنا، اس کا لپیٹا جانا، اس کا کبھی مہل کی طرح ہو جانا، کبھی تیل کی طرح ہو جانا۔

1۔ تفسیر ماوردی، جلد 6، صفحہ 237 2۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 238 3۔ المحرر الوجیز، جلد 5، صفحہ 459

ابراہیم نے عبدالاعلیٰ سے طبقاعن طبق کی یہ تعبیر نقل کی ہے آسمان ایک حال کے بعد دوسرے حال میں بدل جائے گا، وہ تیل کی طرح سرخ ہو جائے گا، وہ پگھلے ہوئے تانبے کی طرح ہو جائے گا۔ ایک قول یہ کیا گیا ہے: اے انسان! تو ایک حالت کے بعد دوسری حالت پر چڑھے گا وہ یہ کہ تو نطفہ ہوگا، پھر جما ہوا خون ہوگا پھر گوشت کا لوتھڑا ہوگا، پھر زندہ، پھر مردہ، پھر غنی، فقیر۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان: يٰۤاَيُّهَا الْاِنْسَانُ اِنَّكَ كَادِحٌ میں انسان مذکور کو خطاب ہے۔ الانسان اسم جنس ہے اس کا معنی ناس (لوگ) ہے باقی قراء نے اسے لترکبن پڑھا ہے خطاب الناس کو ہے؛ ابو عبید اور ابو حاتم نے اسی کو اختیار کیا ہے۔ کہا: ناس مراد لینا نبی کریم ﷺ کی ذات مراد لینے سے زیادہ موزوں ہے کیونکہ اس آیت سے قبل یہ ذکر کیا گیا ہے جس کو کتاب اس کے دائیں ہاتھ میں دی گئی اور جس کو کتاب اس کے بائیں ہاتھ میں دی گئی، یعنی تم قیامت کی سختیوں میں ایک حالت کے بعد دوسری حالت میں چڑھو گے یا تم اپنے سے ماقبل لوگوں کے طریقہ پر چلو گے جو وہ انبیاء کو جھٹلانے اور انبیاء پر اختلاف کرنے کے اعتبار سے اپنایا کرتے تھے۔

میں کہتا ہوں: سب ہی مراد ہے اس بارے میں احادیث وارد ہیں۔ ابو نعیم حافظ نے جعفر بن محمد بن علی سے وہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: ”اللہ تعالیٰ نے جس مقصد کے لیے انسان کو پیدا کیا ہے اس سے انسان غفلت میں ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں جب وہ کسی انسان کو پیدا کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو فرشتے سے فرماتا ہے: اس کا رزق، اس کا اثر (جہاں جہاں سفر کرے گا) اور اس کی موت کا وقت لکھ دے اور یہ بھی لکھ دے کہ وہ بدبخت ہے یا سعادت مند ہے پھر یہ فرشتہ چلا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ ایک اور فرشتہ بھیجتا ہے وہ اس کی حفاظت کرتا ہے یہاں تک کہ وہ سمجھ بوجھ کے قابل ہو جاتا ہے پھر اللہ تعالیٰ دو فرشتے بھیجتا ہے جو اس کی اچھائیاں اور برائیاں لکھتے ہیں جب موت آجاتی ہے تو وہ دونوں فرشتے اوپر چلے جاتے ہیں پھر ملک الموت آتا ہے وہ اس کی روح کو قبض کرتا ہے جب اسے اس کی قبر میں داخل کیا جاتا ہے تو اس کی روح اس کے جسم میں لوٹائی جاتی ہے پھر ملک الموت چلا جاتا ہے پھر اس کے پاس قبر والے دو فرشتے آتے ہیں جو اس کا امتحان لیتے ہیں پھر یہ دونوں اوپر چلے جاتے ہیں۔ جب قیامت قائم ہوگی تو اس پر نیکیوں اور برائیوں والا فرشتہ نازل ہوگا۔ دونوں وہ کتاب کھولیں گے جو اس کے گلے میں بندھی ہوگی پھر دونوں اس کے ساتھ حاضر ہوں گے ایک اس کے پیچھے ہوگا اور دوسرا گواہ ہوگا، پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا: لَقَدْ كُنْتَ فِيْ غَفْلَةٍ مِّنْ هٰذَا فَكَشَفْنَا عَنْكَ غِطَآءَكَ فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيْدٌ۝ (ق) تو اس سے غافل تھا ہم نے تجھ سے پردے کو چاک کر دیا آج تیری نظر بڑی تیز ہے“۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم ایک حالت کے بعد دوسری حالت پر چڑھو گے“(1)۔ پھر نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: إن قدامکم أمرا عظیما فاستعینوا باللہ العظیم تمہارے سامنے عظیم امر ہے، اللہ عظیم سے مدد طلب کرو۔ یہ حدیث کئی احوال پر مشتمل ہے جو انسان کو لاحق ہوتے ہیں۔ اس کی پیدائش سے لیکر اس کے دوبارہ اٹھائے جانے تک۔ سب ایک شدت کے بعد دوسری شدت ہے، زندگی ہے پھر موت ہے پھر دوبارہ اٹھایا جانا ہے پھر جزا ہے ان ۔۔۔

1۔ المستدرک للحاکم، جلد 2، صفحہ 564، حدیث نمبر 1052/3914، کتاب التفسیر، اذا السماء انشقت

سے ہر ایک میں شدائد ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: لتر کبن سنن من قبلکم شبرا بشبر و ذراعا بذراع حتی لو دخلوا جحر ضب لدخلتموہ قالوا یا رسول اللہ الیہود والنصاری؟ قال فمن، خرجہ البخاری (1)۔ تم ضرور بضرور متقدمین کے طبقہ پر قدم بقدم چلو گے یہاں تک وہ اگر گوہ کے بل میں داخل ہوئے تو تم بھی اس میں ضرور داخل ہو گے۔ صحابہ نے عرض کی: یہود و نصاری؟ فرمایا: تو پھر اور کون؟ امام بخاری نے اسے روایت کیا ہے۔ جہاں تک مفسرین کے اقوال کا تعلق ہے تو عکرمہ نے کہا: ایک حالت کے بعد دوسری حالت، دودھ پینے کی حالت کے بعد دودھ چھڑانا اور نوجوانی کے بعد بڑھاپا (2)۔ شاعر نے کہا:

كَذٰلِكَ المرءُ إن يُنْسَأْلَهُ أَجَلٌ يَرْكَبْ على طَبَقٍ مِنْ بَعْدِهِ طَبَقُ (3)

اسی طرح انسان اگر اسے مہلت دی گئی ہے تو ایک طبق کے بعد دوسرے طبق پر سوار ہوتا ہے۔

مکحول سے مروی ہے: ہر بیس سال میں تم ایسا امر پاتے ہوں پر تم پہلے نہ تھے۔ حضرت حسن بصری نے کہا: ایک امر کے بعد دوسرا امر، تنگدستی کے بعد خوشحالی، خوشحالی کے بعد تنگدستی، فقر کے بعد غنا، غنا کے بعد فقر، بیماری کے بعد صحت، صحت کے بعد بیماری (4)۔

سعید بن جبیر نے کہا: ایک منزل کے بعد دوسری منزل (5)۔ ایک قوم دنیا میں کمزور تھی وہ آخرت میں بلند ہو گئے۔ ایک قوم دنیا میں بلند تھی تو وہ آخرت میں پست ہو گئے۔ ایک قول یہ کیا گیا: منزل کے بعد دوسری منزل، ایک طبق کے بعد دوسرا طبق اس کی وجہ یہ ہے جب وہ صالحیت میں ہو تو اسے یہ صالحیت اوپر والے مرتبہ کی طرف بلاتی ہے اور جو آدمی فساد پر ہو تو یہ فساد اسے اوپر والے فساد کی طرف بلاتا ہے کیونکہ یہ چیز اپنی مثل کی طرف چلتی ہے۔ ابن زید نے کہا: تم ضرور دنیا کے طبق سے آخرت کے طبق کی طرف جاؤ گے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اس سے مراد شدائد اور ہولناکیاں ہیں موت پھر دوبارہ اٹھایا جانا، پھر پیشی (6)۔

عرب اس آدمی کے بارے میں کہتے ہیں جو کسی مصیبت میں جا پڑتا ہے: وقع فی بنات طبق، وقع فی احدی بنات طبق۔ اسی سے ایک قول یہ بھی ہے: بڑی مصیبت ام طبق اور احدی بنات طبق ہے۔ اس کا اصل معنی سانپ ہے کیونکہ سانپ کو ام طبق کہتے ہیں کیونکہ وہ سمٹ جاتا ہے۔ لغت میں طبق حالت کو کہتے ہیں جس طرح ہم نے بیان کیا ہے۔ اقرع بن حابس تمیمی نے کہا:

وساقنی طَبَقٌ منه إلى طَبَقِ (7)

مجھے ایک حالت دوسری حالت کی طرف ہانک کر لے گئی۔

یہ اس عالم کے حادث ہونے اور صانع کے اثبات پر واضح دلیل ہے۔ حکماء نے کہا: جو آج ایک حالت پر ہو اور کل دوسری

1۔ معالم التنزیل، جلد 5، صفحہ 545 | 2۔ تفسیر ماوردی، جلد 6، صفحہ 238 | 3۔ ایضاً | 4۔ ایضاً

5۔ ایضاً | 6۔ زاد المسیر، جلد 4، صفحہ 230 | 7۔ ایضاً

حالت پر ہو تو وہ جان لے کہ اس کا انجام کسی اور امر پر ہوگا۔ ابوبکر وراق سے پوچھا گیا: اس عالم کے صانع پر کیا دلیل ہے؟ اس نے جواب دیا: حالات کا بدلنا، قوی کا کمزور ہو جانا، ارکان کا ضعیف ہو جانا، نیت کا مغلوب ہو جانا اور عزیمت کا منسوخ ہو جانا۔ یہ جملہ بھی بولا جاتا ہے: ہمارے پاس لوگوں اور ٹڈیوں کا طبق آیا یعنی جماعت آئی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح میں حضرت عباس رضی اللہ عنہما کا ایک شعر ہے(1):

تُنْقَلُ مِن صالبٍ إلى رَحِمٍ إذا مضَى عالَمٌ بدا طَبَقُ

آپ کو پشت سے رحم کی طرف منتقل کیا جاتا رہا جب ایک عالم گزر گیا تو دوسرا طبق یعنی جماعت ظاہر ہوگئی۔

یعنی لوگوں کی ایک جماعت زمین کا طبق ہوگئی یعنی اس نے اسے بھر دیا۔ طبق کا یہ معنی بھی ہے نرم ہڈی جو دو مہروں کے درمیان ہوتی ہے یہ جملہ بولا جاتا ہے: مضی طبق من اللیل، طبق من النھار۔ رات کا بڑا حصہ گزر گیا۔ طبق کی جمع اطباق ہے یہ مشترک ہے اسے لترکبن بھی پڑھتے ہیں یہ نفس کو خطاب ہے اسے لیرکبن بھی پڑھا گیا ہے اس وقت ضمیر انسان کی طرف لوٹے گی۔ عن طبق محل نصب میں ہے کیونکہ یہ طبقا کی صفت ہے تقدیر کلام یہ ہوگی طبقا مجاوزا لطبق یا یہ لترکبن میں جو ضمیر ہے اس سے عن طبق حال ہے تقدیر کلام یہ ہوگی لترکبن طبقا مجاوزین لطبق أو مجاوزا أو مجاوزۃ۔

فَمَا لَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ یعنی کون سی چیز انہیں ایمان سے روکتی ہے جب کہ ان کے لیے آیات واضح ہوگئیں اور دلائل قائم ہو گئے۔ یہ استفہام انکاری ہے۔ ایک قول یہ کیا گیا ہے: یہ تعجب ہے ان پر تعجب کرو کہ وہ ان آیات کے ہوتے ہوئے ایمان ترک کر رہے ہیں۔

وَ اِذَا قُرِئَ عَلَيْهِمُ الْقُرْاٰنُ لَا يَسْجُدُوْنَ ۝ یعنی وہ نماز نہیں پڑھتے۔ صحیح میں ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس سورت کو پڑھا تو اس میں سجدہ کیا جب اس سے فارغ ہوئے تو دوسرے ساتھیوں کو بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں سجدہ کیا تھا۔ امام مالک نے ارشاد فرمایا: یہ لازمی سجدوں میں سے نہیں کیونکہ اس کا معنی ہے وہ یقین نہیں رکھتے اور اس کے واجبات پر عمل نہیں کرتے۔ ابن عربی نے کہا: صحیح یہ ہے کہ یہ آیت لازمی سجدوں میں سے ہے(2) یہ مدنیوں کی روایت ہے اس میں قرآن و سنت کی تائید ہے۔ ابن عربی نے کہا: جب میں لوگوں کو امامت کراتا ہوں تو میں اس کی قراءت کو ترک کر دیتا ہوں(3) کیونکہ اگر میں سجدہ کروں گا تو وہ اس کا انکار کریں گے اگر میں ترک کروں گا تو یہ میری جانب سے تقصیر ہوگی اس وجہ سے میں اجتناب کرتا ہوں مگر جب میں اکیلے نماز پڑھوں۔ یہ صادق و امین کے قول کی تصدیق و تحقیق ہے کہ معروف منکر بن جائے اور منکر معروف بن جائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ صدیقہ سے فرمایا تھا: لولا حِدْثان قومك بالكفر لھدمتُ البيت ولرددته على قواعد إبراھيم اگر تیری قوم کا کفر کا دور قریب نہ ہوتا تو میں بیت اللہ شریف کو گرا دیتا اور اسے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بنیادوں پر تعمیر کر دیتا۔

ہمارے شیخ ابوبکر فہری رکوع اور رکوع سے اٹھتے وقت رفع یدین (ہاتھ اٹھانا) کیا کرتے تھے۔ یہ امام مالک، امام شافعی کا

1۔ المحرر الوجیز، جلد 5، صفحہ 459 2۔ احکام القرآن لابن العربی، جلد 4، صفحہ 1911 3۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 1911-1912

مذہب ہے اور شیعہ بھی اسی طرح کرتے ہیں ایک روز وہ میرے پاس سرحد پر ابن شواء کی چھاؤنی میں تشریف لائے یہی میری تدریس کی جگہ تھی ظہر کا وقت تھا، وہ مذکورہ چھاؤنی کی مسجد میں داخل ہوئے اگلی صف میں ہو گئے اور میں ان کے پیچھے سمندر پر لگائے گئے تختوں پر بیٹھا ہوا تھا [illegible] میرے [illegible] میری صف میں ابوثمنہ رئیس البحر اور اس کا کمانڈر تھا جبکہ وہ چند ساتھیوں کے ساتھ نماز کا انتظار کر رہے تھے اور بندرگاہ کے نیچے جہازوں پر نظر رکھے ہوئے تھے جب شیخ نے رکوع اور رکوع سے اٹھتے وقت ہاتھوں کو اٹھایا تو ابوثمنہ اور اس کے ساتھیوں نے کہا: اس مشرقی کو نہیں دیکھتے یہ کیسے ہماری مسجد میں داخل ہو گیا؟ اس کی طرف اٹھو، اسے قتل کر دو اور سمندر میں پھینک دو تمہیں کوئی بھی نہ دیکھے۔ میرا دل خوف سے لرزنے لگا میں نے کہا: یہ طرطوشی موجودہ دور کا فقیہ ہے۔ انہوں نے مجھے کہا: اس نے اپنے ہاتھ کیوں اٹھائے ہیں؟ میں نے کہا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی معمول تھا۔ یہ امام مالک کا مذہب ہے جو اہل مدینہ نے آپ سے روایت کیا ہے۔ میں انہیں ٹھنڈا کرنے لگا اور خاموش کرانے لگا یہاں تک کہ وہ نماز سے فارغ ہو گئے میں ان کے ساتھ چھاؤنی میں اپنے مسکن کی طرف گیا تو انہوں نے میرے چہرے کی رنگت کو بدلے ہوئے دیکھا تو انہوں نے اسے عجیب جانا۔ انہوں نے مجھ سے سوال کیا میں نے انہیں تمام بات بتا دی وہ مسکرائے اور فرماتے: میرے لیے اس سے بڑھ کر کیا اعزاز ہوتا کہ میں ایک سنت کے احیاء کی وجہ سے قتل کیا جاتا؟ میں نے عرض کی: یہ آپ کے لیے حلال نہیں کیونکہ آپ ایسے لوگوں کے درمیان ہیں اگر آپ اس پر قائم رہے تو یہ آپ پر حملہ کر دیں گے ممکن ہے آپ کا خون رائیگاں چلا جائے۔ انہوں نے کہا: اس بات کو چھوڑو اور کوئی دوسری بات کرو۔

بَلِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُكَذِّبُوْنَ ﴿٢٢﴾ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا يُوْعُوْنَ ﴿٢٣﴾ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿٢٤﴾ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ ﴿٢٥﴾

"بلکہ یہ کفار اسے (الٹا) جھٹلاتے ہیں، اور اللہ خوب جانتا ہے جو ان (کے دلوں) میں بھرا ہوا ہے پس آپ انہیں خوشخبری سنائیں دردناک عذاب کی البتہ جو لوگ ایمان لے آئے اور نیک عمل کرتے رہے ان کے لیے ایسا اجر ہے جو منقطع نہ ہوگا"۔

بَلِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُكَذِّبُوْنَ ﴿٢٢﴾ بلکہ کافر محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور جو وہ پیغام حق لائے ہیں اس کو جھٹلاتے ہیں۔ مقاتل نے کہا: آیت بنی عمرو بن عمیر کے بارے میں نازل ہوئی یہ چار افراد تھے ان میں سے دو مسلمان ہو گئے۔ ایک قول یہ کیا گیا: یہ سب کفار کے بارے میں نازل ہوئی۔

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا يُوْعُوْنَ ﴿٢٣﴾ اللہ تعالیٰ اسے خوب جانتا ہے جو وہ اپنے دلوں میں تکذیب چھپائے ہوئے ہیں۔ ضحاک نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہی روایت نقل کی ہے۔ مجاہد نے کہا: وہ اپنے افعال چھپاتے ہیں (1)۔ ابن زید نے کہا: وہ اچھے اور برے اعمال جمع کرتے ہیں (2)۔ یہ وعاء سے ماخوذ ہے۔ وعاء اسے کہتے ہیں کہ اس میں جو کچھ ہوتا ہے اس کو جمع کرنے والا ہوتا ہے۔ یہ جملہ بولا جاتا ہے: أوعيت الزاد والمتاع جب تو زاد راہ اور سامان کو برتن میں رکھ لے۔ شاعر نے کہا:

1۔ تفسیر ماوردی، جلد 6، صفحہ 239 2۔ ایضاً

الخیر أبقی وإن طال الزمانُ بِهِ   والشرُّ أخبث ما أوعیت مِن زادِ

اچھائی باقی رہنے والی ہے اگرچہ زمانہ طویل ہو جائے اور برائی براترین زاد ہے جو تو جمع کرے۔

دعاء کا معنی ہے جس کی وہ حفاظت کرے۔ تو کہتا ہے: وعیت الحدیث أعیه دعیًا میں نے بات کو یاد کیا اسی سے ہے أذن واعیة یاد رکھنے والے کان۔ یہ بحث پہلے گزر چکی ہے۔

فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ أَلِيمٍ ۝ انہوں نے جو تکذیب کی اس پر ان کے لیے ایسا عذاب ہے جو دردناک ہے یعنی اسے بشارت کی جگہ رکھ لو۔

إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَهُمْ أَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُونٍ ۝ یہ مستثنیٰ منقطع ہے گویا فرمایا: لیکن جنہوں نے لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کی شہادت دے کر تصدیق کی اور نیک اعمال کیے یعنی فرائض ادا کیے۔ ان کے لیے ایسا اجر ہے جس سے نہ کوئی کمی ہوگی نہ ہی وہ ختم ہوگا۔ یہ جملہ بولا جاتا ہے: مننت الحبل جب تو اسے کاٹ دے۔ یہ بحث پہلے گزر چکی ہے۔ نافع بن ازرق نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے لَهُمْ أَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُونٍ ۝ کے بارے میں پوچھا فرمایا: وہ ختم ہونے والا نہ ہوگا۔ پوچھا گیا: عرب اس معنی کو پہچانتے ہیں؟ فرمایا: ہاں۔ اخویشکر اس معنی کی وضاحت کرتا ہے جب وہ کہتا ہے:

فترى خلفهنّ مِنْ سُرعةِ الرَّجْعِ   مَنِينًا   كأنّه   أهباءُ(1)

تیزی سے پلٹنے کی وجہ سے تو ان کے پیچھے غبار پائے گا گویا باریک ذرات ہیں۔

مبرد نے کہا: منین کا معنی غبار ہے کیونکہ یہ غبار اپنے مابعد کو قطع کر لیتا ہے ہر کمزور منین اور ممنون ہے۔ ایک قول یہ کیا گیا ہے: غَيْرُ مَمْنُونٍ کا معنی ہے ان پر اس کی وجہ سے کوئی احسان نہیں جتلایا جائے گا۔ اہل علم میں سے چند لوگوں نے کہا: إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ یہ استثنا نہیں یہ واؤ کے معنی میں ہے گویا کہا: اور جو ایمان لائے۔ اس بارے میں گفتگو سورۂ بقرہ میں گزر چکی ہے۔

1۔ المحرر الوجیز، جلد 5، صفحہ 459